مصروف رہے اور آپ کو غیر ملکوں سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ ان مؤرخین کے ہاں عراق وشام کے داخلی انتشار کے واقعات کے انبار کے نیچے آپ کے عہد کے بعض زاویے دب کر رہ گئے؛ مگر وہ نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں:

اہل فارس اور اہل کرمان نے خراج دینے سے انکار کیا اور خلافت سے بغاوت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کا سد باب کیا اور ان کو خلافت کا مطیع وحلقہ بگوش بنا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو راہِ راست پر لانے کی ذمہ داری زیاد کو دی۔ آپ نے اسے فارس اور کرمان کا والی بنا کر بھیجا، انہوں نے اس علاقہ کو سیدھا کر دیا۔ [ملخص از تاریخ الامم والملوك حوادث ۳۹ھ]

آپ رضی اللہ عنہ نے ۳۸ھ کے آخر اور ۳۹ھ کی ابتداء میں حارث بن مرہ عبدی کو اس سرحد کی طرف بھیجا جو دوسرے علاقوں سے جدا تھی۔ یہ دستہ وہاں سے کامیاب ہو کر مالِ غنیمت کے ساتھ واپس آیا۔ ایک دن میں یہاں کے مالِ غنیمت میں ایک ہزار غلام تقسیم کیے گئے۔ [فتوح البلدان]

سندھ کا علاقہ قیقان (قلات) خراسان سے ملا ہوا ہے ۴۲ھ میں حارث بن مرہ عبدی اور ان کے رفقاء نے سوائے چند رفقاء کے علاقہ قیقان میں جام شہادت نوش کیا۔

نومسلم عیسائیوں کی ایک جماعت مرتد ہوگئی۔ عمار بن معاویہ الدہنی، ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے وہاں معقل بن قیس تیمی کو بھیجا، انہوں نے اس جنگجو قوم سے مقابلہ کر کے فتح حاصل کی اور ان کے افراد کو گرفتار کر کے لایا۔ [ملخص معانی الأثار]

امام احمد فرماتے ہیں: ''**ما بلغنا عن أحدٍ مِن الصحابة ما بلغنا عن علي بن ابی طالب** رضی اللہ عنہ'' [حوالہ سابقہ] ہمیں کسی صحابی کے متعلق اس قدر واقعات نہیں پہنچے ہیں جتنے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پہنچے ہیں۔''

ان احادیث فضائل کا ایک معتد بہ حصہ کتب صحاح میں آ گیا ہے۔ امام نسائی نے تمام مناقب علی رضی اللہ عنہ کو ایک مستقل تصنیف ''**کتاب الخصائص**'' میں یکجا کیا ہے۔

سید ابوالحسن ندوی نے کثرتِ فضائل کی ظاہر وجہ یہ بیان کی ہے کہ ان کی شخصیت کو تقدیر الٰہی میں اور مخصوص حالات واسباب کی بناء پر نیز ان غیر معمولی کمالات وامتیازات کی موجودگی میں جن میں سے بعض میں وہ منفرد اور اکثر میں صاحب امتیاز تھے، پھر خلافت کے سلسلہ میں ان کو جن نازک مراحل سے گزرنا تھا، ان سب اسباب نے زبانِ نبوت کو ان کے فضل اور امتیاز کے اظہار اور ان کی طرف سے دفاع اور حمایت میں جاری کر دیا۔ [المرتضی ص ۳۴۲]

قوا انفسکم و اھلیکم نارا قسط: (۳)

اسلامی تربیت

پروفیسر ڈاکٹر خالد الحازمی　　　　ترجمہ و تلخیص: ابوعزام

اسلامی تربیت کی طبیعت (Nature)

انسان فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔" کل مولود یولد علی الفطرة، فأبواه یهودانه أو ینصرانه أو یمجسانه " [البخاری: ۱/۴۲۴، ح: ۱۳۸۵] "ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔"

اس کا مطلب ہے کہ انسان کو خواہشات نفس سے بچا کر اس کے اندر موجود اچھے خصائل و عادات کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے، تا کہ انسان اللہ کے وعدہ کے مطابق کامیاب ہو سکے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ۝﴾ [سورة النازعات: ۴۰-۴۱] "ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔"

یہ مقصد اسلامی تربیت، توجیہ اور تعلیمات کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ اسلامی تربیت کسی فرد میں موجو اچھائی میں مزید نکھار پیدا کرتی ہے۔ برائی میں واقع ہونے سے بچاتی ہے، اگر کوئی برائی میں لت پت ہے تو علاج فراہم کرتی ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی تربیت و رہنمائی کی طبیعت انمائی (Natire)، وقائی (Progressive) اور علاجی (Protective) ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے:

(الف) اسلامی تربیت انمائی (Natire) ہے:

اسلام تزکیہ نفس کی ترغیب دے کر فرد کے اندر موجود بھلائی اور اچھائی کو مزید پروان چڑھاتا ہے، تا کہ انسان صحیح راستے پر گامزن رہے اور غلط کاری میں ملوث نہ ہو؛ کیونکہ تزکیہ سے نفس انسانی اخلاقی اصلاح کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور اس سے خیر کے سرچشمے پھوٹتے ہیں۔ نفس کو شر اور برائیوں سے پاک کرنا، شیطانی اعمال سے بچانا اور خیر و بھلائی کو پروان چڑھانا "تزکیہ نفس" ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝﴾ [الاعلیٰ: ۱۴-۱۵] "بیشک اس نے فلاح پائی جو پاک ہو گیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔"

اسلامی تعلیم وتربیت انسان میں موجود اچھے خصائل اور عادتوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ان طریقوں میں سے چندایک درج ذیل ہیں:

۱۔ **تقویٰ اختیار کرنے کا شوق دلا کر تقویٰ کو پروان چڑھاتی ہے۔** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ [الحشر:۱۱۸] ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو (تقویٰ اختیار کرو) اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔'' اور تقویٰ مامورات پر عمل پیرا ہونے اور منہیات سے بچنے کا نام ہے۔

۲۔ **ظاہری اور باطنی کردار کو پروان چڑھاتی ہے،** تاکہ قول اور عمل یکساں ہوجائے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۞ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللہِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞﴾ [الصف: ۲،۳] ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔''

۳۔ **ایمان کے ذریعے اخلاق وکردار کو پروان چڑھاتی ہے** کیونکہ ایمان اطاعت سے بڑھتا اور گناہ سے گھٹتا ہے۔انسان جتنا زیادہ نیکی کرتا ہے اس کا ایمان بڑھتا ہے۔اور ایمان جتنا بڑھتا ہے انسان خیر و بھلائی میں آگے بڑھتا ہے اور شر سے دور ہوتا ہے۔

۴۔ **اسلامی تعلیمات میں ایمان اور عمل کا ربط جابجا ملتا ہے،** جس کا مقصد انسان کو عمل کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْکُلُوْا أَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ [النساء:۲۹] ''اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ۔'' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''واللہِ لا یؤمنُ –قالہٗ ثلاثًا– قیلَ: مَن یارسولَ اللہِ؟ قال: الذی لا یأمنُ جارُہ بوائقَہ'' [البخاری: ۹۴/۴، مسلم: ۶۸/۱،الرقم: ۷۳] ''اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔آپ سے کہا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: '' لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن، ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ،ولایشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن'' [البخاری: ۵۴۲/۴ الرقم ۶۷۷۲،مسلم: ۷۶/۱ الرقم: ۷۵۱۰۰] ''بدکار ایمان کی حالت میں بدکاری نہیں کرتا، چور ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا اور نہ ہی شرابی ایمان کی حالت میں شراب پیتا ہے۔''

۵۔ خیر و بھلائی کو پروان چڑھاتی ہے، واجب عبادات کی بجا آوری انسان کو منکرات اور برائی سے دور رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ نیکی اور بھلائی کے کام کرتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنکبوت: ٤٥] ''یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'' اسی طرح روزہ انسان کو برائیوں سے بچاتا ہے اور اخلاق وفضائل کے حامل امور کی طرف مائل کرتا ہے؛ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''مَن لم يدَع قولَ الزورِ والعملَ به فليسَ للهِ حاجةٌ في أن يدَعَ طعامَه وشرابَه'' [البخاري: ٢/ ٣١ ح: ١٩٠٣] ''جو روزے کی حالت میں جھوٹ اور برے کام سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے لیے محض اس کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

حج کی عبادت میں نفس کی ترقی کی مشق ہے؛ کیونکہ حج کے دوران انسان لغویات، فسق اور جھگڑے سے بچتا ہے۔ جس سے خیر و بھلائی کے کام کی عادت پڑتی ہے۔ فرمان الٰہی: ﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ ۝﴾ [البقرة: ١٩٧] ''حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ جنسی ملاپ، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔''

۵۔ نوافل کے ذریعے خیر و بھلائی کو پروان چڑھاتی ہے، بندے کے نوافل جتنے زیادہ ہوں گے، اللہ کا زیادہ مقرب ہوگا اور اللہ اس سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے: ''ومايزالُ عبدي يتقربُ إليَّ بالنوافل حتى أحبَّه، فإذا أحببتُه كنت سمعَه الذي يسمعُ به وبصرَه الذي يبصرُ به ويدَه التي يبطشُ بها ورجلَه التي يمشِي بها، وإن سألني لأعطينَّه ولئن استعاذَ بي لأعيذنَّه'' [البخاري: ٤/ ١٩٢، ح: ٦٥٠١] ''میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کروں تو میں اس کی کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ جب مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ دے دیتا ہوں۔''

٦۔ اچھے اخلاق پروان چڑھانے کے لیے حسن خلق کی ترغیب دیتی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''إنَّ المؤمنَ

لیدرکُ بحسنِ خلقه درجةَ القائمِ الصائمِ" [أبو داؤد: ۵/۱۴۹، ح: ۴۷۹۸] "بیشک مومن حسن خلق کے ذریعے رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔"

نیز فرمایا: "ما شيء أثقلُ في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن" [ابو داؤد: ۵/۱۵۰، ح: ۴۷۹۹] "قیامت کے روز مؤمن کے میزان میں حسن خلق سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔"

اسلامی تربیت وقائی (Progressive) ہے:

فرد کو اخلاقی گراوٹ اور بری تربیت سے بچانے کے لیے اسلامی توجیہات اور تعلیمات درج ذیل وقائی (حفاظتی) اقدامات کا اہتمام کرتی ہیں:

۱۔ شبہات سے بچنا: انسان اگر شبہات سے نہ بچے تو حرام میں واقع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلام شبہات سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "إن الحلال بيّنٌ والحرام بيّنٌ، وبينهما مشتبهاتٌ لايعلمهنَّ كثيرٌ من الناس، فمن اتقَى الشبهاتِ فقد استبرأ لدينه وعرضِه" [مسلم مع شرح النووی: ۱۱/۲۷] "بیشک حلال اور حرام واضح ہے، لیکن ان دونوں کے مابین چند امور مشتبہ ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس جو کوئی ان شبہات سے بچے تو اس نے اپنا دین اور عزت بچالی۔" نیز فرمایا: "دعْ ما يريبُكَ إلى ما لا يريبُكَ" [البخاری ۲/۴۷، ح: ۲۰۵۱] "مشکوک چیزیں چھوڑ کر غیر مشکوک کو اختیار کرو۔"

۲۔ شہوات سے بچنا: دنیا کے اندر بہت سے فتنے اور انسان کو بہکانے ولی چیزیں موجود ہیں، جن میں روزمرہ اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر ان کو سختی سے روگ لگانے والی چیز نہ ہو، تو انسان ان فتنوں میں واقع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے ان میں پڑنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الدنيا حلوة خضرة وإن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون، فاتقوا الدنيا واتقوا النساء، فإن أول فتنة بني اسرائيل كانت في النساء" [مسلم: ۴/۲۰۹۸] "دنیا میٹھی اور سرسبز ہے۔ اللہ نے تمہیں اس میں بھیجا تا کہ یہ دیکھے کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔ لہٰذا دنیا سے اور عورتوں سے بچو؛ کیونکہ بنو اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں کے متعلق تھا۔" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝﴾ [الکہف: ۷] "روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے تا کہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔"

مال اور اولاد بھی دنیا کے فتنوں اور آزمائشوں میں سے ہے۔ کیونکہ مال اور اولاد کی کثرت کبھی انسان کے اندر غرور وتکبر اور فخر جیسی برائیاں پیدا کرتی ہے، اور کبھی اس کے بل بوتے پر وہ خلقت پر ظلم وزیادتی کرنے لگتا ہے۔ دولت کی وجہ سے انسان کبھی خواہشات نفس کو قابو نہیں کر پاتا، اور نشہ وبدکاری کی لت میں پڑ جاتا ہے، جس سے کئی اخلاقی گراوٹ کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں۔ لہٰذا اسلام تقوی کے ذریعے ان فتنوں سے بچنے کی خوب تلقین کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّأَنَّ اللهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ [الانفال: ۲۸] ''اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے۔''

۳۔ عقل کو خراب کرنے والی چیزوں سے بچاؤ: اسلام عقل انسانی کو معطل اور خراب کرنے والی چیزوں مثلاً شراب نوشی، جوا اور نقصان دہ یا بے فائدہ علوم سے بچنے کا حکم دیتا ہے، تاکہ انسان ان برائیوں میں مبتلا نہ ہو اور عقل کے بچاؤ کا ذریعہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ۝﴾ [المائدة: ۹۰، ۹۱] ''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے تیر سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوا کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرا دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب تو باز آ جاؤ۔'' نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: '' كل مسكر حرامٌ، إن على الله عزوجل عهدا لمن يشربُ المسكرَ أن يسقيَه من طينةِ الخبالِ قالوا: وما طينةُ الخبالِ؟ قال: عرقُ أهلِ النارِ أو عصارةُ أهل النارِ'' [صحیح مسلم: ۳/۱۵۸۷، ح: ۷۲] ''ہر نشہ حرام ہے اللہ نے اپنے اوپر عہد کیا ہوا ہے کہ نشہ کرنے والے کو طینة الخبال پلائے گا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: طینة الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ جہنمیوں کا پسینہ یا ان کا پیپ ہے۔''

جہاں تک علوم کا تعلق ہے ان میں سے بعض نقصان دہ ہیں، جیسا کہ جادو ہے، اور بعض وقت کے ضیاع کا باعث ہے جیسا کہ علم کلام ہے، جو عقل کو فائدہ مند علوم کے حصول سے معطل کر دیتا ہے۔ اسلام نے جادو سے منع کیا ہے اور اللہ کے نبی ﷺ

نے ایسے علوم سے پناہ مانگی ہے جو فائدہ مند نہیں ہے: "اللھم إنی أعوذ بک من علمٍ لاینفعُ وقلبٍ لایخشعُ" [المستدرك للحاكم: ١/ ١٠٤] "اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ مند نہیں اور ایسے دل سے بھی جس میں تیرا خوف نہ ہو۔"

۴۔ **حدود وقصاص کے قیام کے ذریعے بچاؤ:** شرعی حدود کو قائم کرنا فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے برائیوں کے پھلاؤ سے بچاؤ ہے۔ فرد حدود اور سزا کے خوف سے جرائم سے بچتا ہے اور معاشرے میں حدود قائم ہونے سے اخلاقی بگاڑ ختم نہ ہوں تو اس کی نسبت میں ضرور کمی آجاتی ہے۔ اور تجربات نے یہ بات ثابت کر دیا ہے کہ شریعت تمام نظاموں میں سے بہترین نظام ہے۔ سعودی عرب میں اسلامی حدود کے نفاذ سے قتل وغارت، رہزنی، ڈاکہ اور بدامنی جیسے واقعات قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔

۵۔ **سد ذرائع کے ذریعے بچاؤ:** اسلامی تعلیمات اخلاق گراوٹ اور فساد کا سبب بننے والے ذرائع سے بھی روکتی ہے۔ اسی لیے اسلام افراد کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تربیت کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے دوسرے کو عطا کردہ نعمتوں کے دوام کی خواہش رکھنے کی تربیت کرتا ہے۔ اور دوسرے کو اللہ کی عطا کردہ نعمت کی طرف دیکھنے (اس کی آرزو) سے روکتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النساء: ٣٢] "اور اس کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے۔ مردوں کا اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔"

نیز فرمایا: ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى﴾ [طہ: ١٣١] "اور اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائش دنیا کی دے رکھی ہیں، تاکہ انہیں اس میں آزمالیں، تیرے رب کا دیا ہوا ہی (بہت) بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے۔" اسلامی تعلیمات اور توجیہات ان ذرائع کی روک تھام کرتا ہے، جو اخلاق کے فساد کا سبب بنتے ہیں، تاکہ معاشرہ امن آشتی اور محبت سے زندگی گزارے۔

۶۔ **تعلقات کو بگاڑنے والے امور سے بچنا:** کسی جگہ تین لوگ ہوں اور ان میں سے دو آپس میں سرگوشی کرلیں تو تیسرا شخص شک وشبہ اور بدظنی میں مبتلا ہوجاتا ہے اور آپس کے تعلقات خراب ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا اسلام نے اس سے منع

کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''إذا کانوا ثلاثة فلا يتناج اثنان دون الثالث'' [البخاری: ٤/١٤٩، ح: ٦٢٨٨] ''جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو' تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں!''

اسی طرح فساد پھیلانے کے لیے باتوں کو ایک دوسرے کی طرف منتقل کرنے سے بھی آپس کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اسلام نے اس سے سخت منع کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے '' أن الرسول ﷺ مر بقبرين يعذبان، فقال: إنهما يعذبان، وما يعذبان في كبيرة، بلى إنه كبيرة، أما أحدهما كان يمشي بالنميمة... '' [البخاری: ١/٤٢٣، ح: ١٣٧٨] ''رسول اللہ ﷺ دو قبروں سے گزرے، جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان کو کسی ایسے عمل کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے جو ان کی نگاہ میں کبیرہ گناہ ہوں، حالانکہ وہ کبیرہ ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک چغلی کرتا تھا......''

۷۔ بدکاری کو ابھارنے والے امور سے بچنا: نوجوان مرد اور عورت کا شادی کی عمر کو پہنچنے کا مطلب ہے کہ ان میں نکاح کی رغبت شروع ہوگئی ہے۔ نکاح کے ذریعے ان میں جائز تعلقات قائم کرنے کے مواقع پیدا نہ کرنے کی صورت میں زمین میں فتنہ و فساد مچ جائے گا۔ اسی لیے اسلام نے نہ صرف نکاح کا حکم دیا، بلکہ نوجوانوں کو اس کی ترغیب بھی دی ہے اور نکاح کی بنیاد حسن اختیار کو قرار دیا ہے؛ لیکن نکاح کو فقر اور مالداری کے ساتھ مشروط اور مربوط نہیں کیا ہے، تاکہ انسان اپنی خواہشات حرام طریقہ سے پوری نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النور: ٣٢] ''تم میں سے جو مرد عورت بغیر نکاح کے ہوں ان کا نکاح کرا دو اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا۔''

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''إذا جاء كم من ترضون دينَه وخلقَه فزوّجوه وإلا تكن فتنةٌ في الأرض وفسادٌ عريضٌ'' [الترمذی: ٣/٣٩٥] ''تمہارے پاس ایسے شخص کا رشتہ آجائے جس کی دینداری اور اخلاق سے تم راضی ہو تو اس کو نکاح کر کے دے دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں خوب فتنہ و فساد ہوگا۔'' نیز فرمایا: ''تُنكحُ المرأةُ لأربعٍ لمالِها ولحسبِها ولجمالِها ولدينِها، فاظفر بذات الدينِ تربت يداك'' [البخاری: ٢/٠، ٣٦، ح: ٥٠٨٠١] ''عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال، حسب و نسب، جمال اور دینداری۔ تم دینداری کو ترجیح دو، (ورنہ) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔'' (جاری ہے)

حقوق انسانی قسط: ۴

انسانیت اور اس کے تقاضے

محمد شریف بلغاری

۲۔ سمندروں کی تسخیر: بحری ٹیکنالوجی کی جانب بھی قرآن کریم سے تعلیم ملتی ہے، جس میں بہتری لاتے ہوئے آج کل جہاز بردار سمندری بیڑے سے لے کر آبدوزیں تک تیار کر لی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فأنجينه وأصحابَ السفينة وجعلناها اٰية للعٰلمين ۞﴾ [العنکبوت آیة ۱۵]

''پھر ہم نے انہیں (نوح علیہ السلام) اور کشتی والوں کو نجات دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام جہاں کے لیے عبرت کا نشان بنایا۔'' اسی طرح موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے کشتی کا سفر بھی سورہ کہف آیت نمبر ۷۱۔۷۹ میں بیان ہوا ہے۔

۳۔ علم طب اور میڈیکل کی جانب بھی قرآن کریم آگاہ کر چکا ہے۔ اس سے سبق لے کر انسان نے میدان طب وجراحت میں بڑی ترقیاں کی ہیں اور ہر طرح کے امراض کا علاج تیار کیا ہے اور مزید تجربات کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام قرآن میں نقل کر کے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وأبرئُ الأكمهَ والأبرصَ ۞﴾ [آل عمران ۴۹]

''اور اللہ کے حکم سے میں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھ کی بیماری والے کو ٹھیک کر دیتا ہوں۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا بڑا چرچا تھا، چنانچہ انہیں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینے کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ [احسن البیان ص ۱۴۷]

۴۔ جنگی ٹیکنالوجی کی تیاری اور لوہے سے ٹینکوں، جنگی جہازوں، ایٹمی آبدوزوں کی جدید شکل کی جانب بھی قرآن کریم سے اشارہ ملتا ہے۔ جیسا کہ زرہ بافی کی صنعت، لوہوں کو نرم کر کے جنگی ساز و سامان بنانے کا داؤد علیہ السلام کو حکم دیا گیا:

﴿ولقد اٰتينا داوٗدَ منّا فضلا يجبالُ أوبي معه والطيرَ وألنّا له الحديدَ ۞أن اعملْ سٰبغٰتٍ وقدرْ في السَّردِ واعمَلُوا صالحا إني بما تعملون بصير ۞﴾ [سبأ ۱۱-۱۰] ''اور بلا شبہ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے ایک فضل عطا کیا۔ اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح کو دہراؤ اور پرندے بھی۔ اور ہم نے اس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زرہیں بنا اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھ، اور نیک عمل کرو یقیناً میں اسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہوں۔''

اسی طرح مسلمانوں کو ہر قسم کی حربی استعداد بڑھانے، طاقت جمع رکھنے اور دشمن کو خوفزدہ رکھنے کا حکم فرمایا:

﴿واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم ۞﴾ [الأنفال ۶۰]